Quarterly Research Journal "Al-Marsoos", Volume 03, Issue 02, Apr-Jane 2025

AL-MARSOOS

ISSN(P): 2959-2038 / ISSN(E): 2959-2046
https://www.al-marsoos.com

نصابِ علوم اسلامیہ میں جدت کے ضمن میں منتخب مسلم مفکرین کے افکار کا تقابلی جائزہ

A Comparative Review of the Thoughts of Selected Muslim Thinkers in the Context of Innovation in the Islamic Studies Curriculum

ABSTRACT

This study explores the innovative perspectives of three prominent Muslim thinkers; Imam Abu Hamid al-Ghazali, Sir Syed Ahmad Khan and Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, regarding the reformation and modernization of the curriculum of Islamic studies. The research aims to critically evaluate and compare their thoughts, contextualizing them within their respective historical, social and intellectual milieus, and assessing their relevance to contemporary curriculum development in Islamic education. Imam al-Ghazali, writing during the Islamic Golden Age, emphasized the integration of rational and revealed knowledge. He advocated a balanced curriculum where spiritual purification, ethical refinement and intellectual rigor coalesce to produce holistic human development. His works promoted the inclusion of philosophy, logic and kalām alongside traditional religious sciences. Sir Syed Ahmad Khan, in colonial British India, argued for a rationalist and scientific approach to education among Muslims. He proposed a curriculum that harmonized Western sciences with Islamic values, emphasizing the reinterpretation of Islamic teachings in light of reason and modern knowledge. Through the establishment of the Muhammadan Anglo-Oriental College (later Aligarh Muslim University), he practically implemented his vision. Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, a modern Pakistani scholar, contributed significantly to the discourse on Islamic education by proposing a comprehensive and interdisciplinary curriculum. He emphasized the inclusion of contemporary disciplines like comparative religion, international law and interfaith dialogue, ensuring Islamic studies remained intellectually dynamic and socially relevant. The study concludes that these three scholars, though from different periods, share a common vision of intellectual dynamism, curriculum reform and the synthesis of tradition with modernity. Their insights provide essential guidance for developing a balanced, contemporary Islamic curriculum that addresses the needs of the modern Muslim world without compromising core Islamic values.

Keywords: *Islamic Studies curriculum, Muslim thinkers, innovative perspectives, reformation, modernization.*

AUTHORS

Hafiz Taj Din*
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara.
Dr. Abdul Ghaffar*
HOD/Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara.

Date of Submission: 11-03-2025
Acceptance: 25-03-2025
Publishing: 03-05-2025

Web: https://www.al-marsoos.com/
OJS: https://www.al-marsoos.com/index.php/AMRJ/about
e-mail: editor@al-marsoos.com

Correspondence Author:
Hafiz Taj Din***Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara.*

۱۔ تعارف

اسلامی تعلیم کا مقصد صرف مذہبی معلومات کی فراہمی نہیں بلکہ ایک ایسا متوازن و مربوط نظامِ فکر پیدا کرنا ہے جو فرد کی روحانی، عقلی، اخلاقی اور سماجی تربیت کر سکے۔ تاریخ اسلام میں تعلیم کو ہمیشہ ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے اور مختلف ادوار میں علماء، مفکرین اور ماہرین تعلیم نے نصاب سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ تاہم، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نصابِ علومِ اسلامیہ میں جمود پیدا ہوا جس کے نتیجے میں وہ عصری تقاضوں اور سائنسی ترقیات سے ہم آہنگ نہ ہو سکا۔

اس پس منظر میں امام غزالیؒ، سر سید احمد خان اور ڈاکٹر محمود احمد غازی جیسے مفکرین کے افکار و نظریات نہایت اہمیت کے حامل ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانے میں نصابِ تعلیم میں اصلاح، تجدید اور جدت کی بھرپور وکالت کی۔ ان تینوں شخصیات نے مختلف معاشرتی اور فکری چیلنجز کے تناظر میں اسلامی تعلیم کے دائرے کو وسعت دی اور اسے جدید دنیا کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔

۲۔ ضرورت و اہمیت:

آج کے دور میں جب مسلم دنیا مختلف فکری، تعلیمی اور تہذیبی بحرانوں کا شکار ہے، نصابِ تعلیم میں اصلاح و تجدید کی بحث ایک بنیادی ضرورت بن چکی ہے۔ کئی اسلامی تعلیمی ادارے اب بھی قدیم روایتی نصاب پر عمل پیرا ہیں جو جدید معاشرتی و سائنسی چیلنجز سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس صورتحال میں ایسی تحقیقی کاوشیں جو نصابِ علومِ اسلامیہ میں فکری جدت کی راہیں تلاش کریں، وقت کی اہم ترین ضرورت ہیں۔ یہ تحقیق اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ تین ممتاز مفکرین کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کرتی ہے جو مختلف صدیوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے افکار میں کئی مشترکہ عناصر موجود ہیں، جیسے:

- دینی و دنیاوی علوم کا امتزاج
- عقل و وحی کی ہم آہنگی
- عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم کی تشکیل
- مسلم معاشروں کی فکری آزادی و ترقی کا خواب۔

اس تحقیق کے ذریعے اسلامی نصاب سازی کے اصولوں، ترجیحات اور اصلاحی اقدامات پر نئی روشنی ڈالی جا سکتی ہے جو پالیسی ساز اداروں، مدارس، جامعات اور تعلیمی اصلاح کاروں کے لیے ایک راہنما کردار ادا کرے گی۔ بالخصوص نوجوان نسل کو وہ دینی و عقلی بنیادیں فراہم کی جا سکتی ہیں جن کی مدد سے وہ دین پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے جدید دور کے تقاضوں کا سامنا کر سکیں۔

اسلامی علوم کا نصاب وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ارتقائی مراحل سے گزرتا رہا ہے۔ ہر دور میں مختلف مفکرین، مصلحین اور ماہرینِ تعلیم نے اسلامی نصاب میں اصلاح اور تجدید کے لیے اپنی علمی کاوشیں پیش کیں۔ امام ابو حامد الغزالیؒ، سر سید احمد خان اور ڈاکٹر محمود احمد غازی ان مفکرین میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں جنہوں نے اسلامی نصابِ تعلیم کو وقت کی ضروریات کے مطابق جدید خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کی۔

۳۔ امام غزالیؒ اور نصابِ تعلیم کی فکری اصلاح

امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالیؒ اسلامی تاریخ کے ایک ایسے مفکر، صوفی، فقیہ، محدث اور ماہر تعلیم تھے جنہوں نے علومِ اسلامیہ کے نصاب میں اصلاح و توازن کی ایک نئی جہت متعارف کروائی۔ ان کی علمی کاوشیں صرف فقہ یا تصوف تک محدود نہیں رہیں بلکہ انہوں نے تعلیم، تربیت اور نصاب سازی جیسے بنیادی موضوعات پر گہری اور مؤثر گفتگو کی۔

الف۔ تعلیمی بحران کا ادراک اور اصلاح کا فکری پس منظر:

امام غزالیؒ نے اُس دور میں تعلیم کی اصلاح پر توجہ دی جب مسلمانوں میں صرف ظاہری علوم، مناظرانہ فقہ اور رسمی تعلیمات کو فوقیت حاصل ہو چکی تھی، جبکہ تزکیہ نفس، روحانیت اور فکری عمق مفقود ہو چکا تھا۔ امام غزالیؒ نے اس عدم توازن کا ادراک کیا اور تعلیم کو صرف معلومات کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ کردار سازی اور خدا شناسی کی راہ قرار دیا۔

"علم کا اصل فائدہ یہ ہے کہ وہ دل میں خشیتِ الٰہی پیدا کرے، ورنہ وہ وبال بن جاتا ہے۔" [1]

ب۔ دینی اور عقلی علوم میں توازن کی وکالت:

امام غزالیؒ نے نصابِ تعلیم میں عقلی علوم (فلسفہ، منطق، ریاضی، طب) کو بھی شامل کرنے کی ضرورت پر زور دیا، تاہم ان کی حیثیت کو دینی علوم کے تابع رکھا۔ ان کے نزدیک عقلی علوم دینی علوم کی تفہیم اور ان کے دفاع کے لیے معاون ہیں۔

"حساب، طب اور منطق جیسے علوم فرض کفایہ کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ معاشرے کی بقاء کے لیے ضروری ہیں۔" [2]

ان کی مشہور کتاب "میزان العمل" اور "المنقذ من الضلال" میں انہوں نے فلسفہ کے مفید اور مضر پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے معتدل راہ اختیار کی۔

"میں نے فلسفہ کو اس کے اصول و مبادی سمیت سیکھا، اور پھر اس کی باطنی خرابیوں کو پہچانا، تاکہ میں دین کا دفاع علمی بنیادوں پر کر سکوں۔" [3]

ج۔ نصابِ تعلیم میں روحانیت اور اخلاقیات کی شمولیت:

امام غزالیؒ نے تعلیم کو محض عقل یا معلومات پر مبنی نظام نہیں سمجھا بلکہ انہوں نے اس میں روحانیت، اخلاق، تزکیہ اور اصلاحِ قلب کو بنیادی عنصر قرار دیا۔ ان کی شہرہ آفاق تصنیف 'احیاء علوم الدین' تعلیم کی روحانی و اخلاقی بنیادوں کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

"علم وہی مفید ہے جو دل کو پاک کرے، نیت کو خالص کرے اور عمل کو درست کرے، ورنہ وہ فتنہ ہے۔" [4]

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے علم بالعمل کو ہر قسم کی تعلیم پر فوقیت دی اور علماء السوء کو تنقید کا نشانہ بنایا جو علم کو دنیاوی فائدے کے لیے استعمال کرتے تھے۔

1۔ الغزالی، محمد بن محمد، ابو حامد، احیاء علوم الدین، بیروت: دارالفکر، ۲۰۰۵ء، ۱/ ۲۲۔

2۔ الغزالی، الرسالۃ اللدنیہ، قاہرہ: مکتبۃ الحلبی، ۱۹۶۴ء، ص ۵۳۔

3۔ الغزالی، المنقذ من الضلال، قاہرہ: دارالمعارف، ۱۹۶۷ء، ص ۳۹۔

4۔ الغزالی، احیاء علوم الدین، ۱/ ۲۵۔

د۔ سائنسی علوم کے ساتھ تعامل

امام غزالیؒ نے طبیعیات، ریاضی، فلکیات اور طب جیسے علوم کے افادیت کو تسلیم کیا اور انہیں "مباح و نافع" قرار دیا بشرطیکہ ان کا مقصد خدمتِ خلق اور فہمِ الٰہی ہو۔

"یہ تمام علوم (ریاضی، طب، نجوم) اس حد تک سیکھنا جائز ہے جس سے شریعت اور خلقِ خدا کو فائدہ ہو۔" [5]

ر۔ تعلیم میں نیت، مقصد اور معلم کی تربیت

امام غزالیؒ کے مطابق تعلیم کا مقصود صرف علم حاصل کرنا نہیں بلکہ قربِ الٰہی اور اصلاحِ معاشرہ ہے۔ وہ معلم کو صرف معلومات دینے والا فرد نہیں سمجھتے بلکہ روحانی و اخلاقی رہنما تصور کرتے ہیں۔

"استاد کا کام صرف درس دینا نہیں بلکہ کردار سازی اور دل سازی بھی ہے۔" [6]

امام غزالیؒ کا نصابِ تعلیم کے حوالے سے نظریہ ایک جامع، متوازن اور روحانی اصولوں پر مبنی نظام کی تشکیل کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ انہوں نے تعلیم میں تجدید، اخلاقیات، عقل اور دین کا ایسا امتزاج پیش کیا جو آج بھی اسلامی تعلیم کے نصاب کے لیے ایک مثالی ماڈل بن سکتا ہے۔ ان کے افکار جدید اسلامی تعلیمی پالیسیوں، مدارس اور جامعات کے لیے ایک مستند فکری بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ نے اسلامی علوم میں صرف فقہ اور حدیث کو مرکزی حیثیت دینے کی بجائے عقل و فکر سے متعلق علوم جیسے فلسفہ، منطق اور کلام کو بھی اہمیت دی۔ ان کے نزدیک علم کا مقصد صرف فروعی مسائل کی تعلیم نہیں بلکہ قلب و روح کی اصلاح بھی تھا۔ انہوں نے ”احیاء علوم الدین“ میں لکھا:

"علم دین کا سب سے اعلیٰ مقصد بندے کو اللہ کی معرفت تک پہنچانا ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک علم دل میں تقویٰ پیدا نہ کرے۔" [7]

امام غزالیؒ نے نصاب میں اصلاح کی ضرورت پر اس وقت زور دیا جب فلسفہ اور دیگر علوم پر تنقید عام تھی۔ ان کی کتاب ”تہافۃ الفلاسفہ“ بھی ایک اہم دستاویز ہے جس میں وہ معتدل انداز میں فلسفے پر تنقید کرتے ہوئے دینی تعلیم کے تحفظ اور عقل کی افادیت دونوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ [8]

5۔ الغزالی، الرسالۃ اللدنیہ، ص ۴۲

6۔ الغزالی، آداب المتعلمین، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء، ص ۱۹۔

7۔ الغزالی، احیاء علوم الدین، ۱/ ۳۳۔

8. Ghazālī, *The Incoherence of the Philosophers*, Trans. Michael E. Marmura, Brigham Young University Press, 2000, p.41

۴۔ سر سید احمد خان اور جدید تعلیم کی وکالت

انیسویں صدی برصغیر کے مسلمانوں کے لیے زوال، غلامی اور فکری جمود کا دور تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمان نہ صرف سیاسی طور پر پسپا ہو چکے تھے بلکہ ان کی تعلیمی و تہذیبی حالت بھی نہایت ابتر ہو چکی تھی۔ ایسے میں سر سید احمد خان نے مسلمانوں کی تعلیمی و فکری اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ ان کا سب سے نمایاں کارنامہ جدید تعلیم کی وکالت اور اس کے فروغ کے لیے عملی اقدامات تھے، جن میں علی گڑھ تحریک، علی گڑھ انسٹیٹیوٹ اور محمدن اینگلو اورینٹل کالج کا قیام شامل ہے۔

الف۔ سر سید کا تعلیمی تصور:

سر سید احمد خان کے نزدیک تعلیم صرف الفاظ کا ذخیرہ نہیں بلکہ ایک مکمل تربیت ہے جو فرد کو فکری، اخلاقی اور معاشرتی سطح پر باشعور بناتی ہے۔ ان کے مطابق مسلمانوں کی پسماندگی کی اصل وجہ ان کا جدید تعلیم سے دوری تھی:

"جب تک مسلمان سائنسی تعلیم سے آراستہ نہیں ہوں گے، ان کی ترقی ممکن نہیں۔" [9]

سر سید نے تعلیم کو دینی اور دنیاوی کے خانوں میں تقسیم کرنے کے بجائے اس کے مجموعی مقصد پر زور دیا:

"دین اور دنیا کی تعلیم کو جدا کرنا فطرت کے خلاف ہے۔ قرآن خود انسان کو کائنات کے مشاہدے، عقل کے استعمال اور سچائی کی تلاش کا حکم دیتا ہے۔" [10]

ب۔ علی گڑھ تحریک اور جدید نصاب:

سر سید کی عملی کوششوں کا نقطۂ عروج علی گڑھ تحریک تھی، جس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو جدید سائنسی و مغربی تعلیم سے روشناس کرانا تھا۔ انہوں نے ۱۸۷۵ء میں محمدن اینگلو اورینٹل کالج قائم کیا (جو بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بنا)، جس میں دینیات کے ساتھ ساتھ انگریزی، ریاضی، سائنس، جغرافیہ اور فلسفہ جیسے مضامین شامل کیے گئے۔

"ہمیں ایک ایسا نظامِ تعلیم درکار ہے جو ہمارے نوجوانوں کو دین کے ساتھ دنیا کے علم سے بھی لیس کرے۔" [11]

علی گڑھ کالج میں نصاب کے حوالے سے سر سید کا اصولی مؤقف تھا کہ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو جدید علوم کے دروازے بھی کھولے اور اسلامی شعور کی حفاظت بھی کرے۔ وہ مغربی تعلیم کے مخالف نہیں تھے، بلکہ اس کے منفی اثرات سے تحفظ چاہتے تھے۔

ج۔ سر سید کی تفسیر اور عقل پر زور:

سر سید نے تفسیر القرآن کے ذریعے بھی مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ دینی علم کو سائنسی عقل سے ہم آہنگ کرنا ضروری ہے۔ ان کی تفسیر میں عقلیت پسندی نمایاں ہے۔ انہوں نے کئی روایتی تفسیری مفاہیم کو رد کیا اور قرآن کو فطرت، عقل اور تجربے کے ساتھ ہم آہنگ طریقے سے سمجھنے پر زور دیا۔

9۔ سر سید احمد خان، خطباتِ احمدیہ، علی گڑھ: علیگڑھ انسٹیٹیوٹ پریس، ۱۸۸۴ء، ص ۵۶۔

10. Syed Ahmad Khan, *Causes of the Indian Revolt*, Allahabad: The Pioneer Press, 1873, p.28

11. Graham, George Farquhar Irving. *The Life and Work of Syed Ahmed Khan*. London: Oxford University Press, 1974, 112

"اگر کوئی حدیث قرآن، عقل اور فطرت کے خلاف ہو تو وہ رد کی جائے گی۔" [12]

تنقید اور دفاع

سر سید کو بعض علما کی جانب سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ ان پر الحاد، عقل پرستی اور مغرب نوازی کے الزامات لگے، لیکن انہوں نے اپنے موقف کو قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیا۔ ان کے بقول:

"ہم جو تعلیم کی بات کرتے ہیں، وہ قرآن کی تعلیمات کی تجدید ہے، نہ کہ مغرب کی تقلید۔" [13]

سر سید کی تعلیمی و فکری خدمات نے برصغیر کے مسلمانوں کی تقدیر بدلنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ان کی وکالت کردہ جدید تعلیم محض مغربی علوم کا فروغ نہیں تھی بلکہ اسلامی اقدار کے ساتھ ہم آہنگ ایک متوازن نظامِ تعلیم کی تشکیل تھی۔ ان کا ماڈل آج بھی عصری نصاب سازی کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اُن کی جدوجہد اس بات کا عملی مظہر ہے کہ دینی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے جدید تعلیم کو اپنایا جاسکتا ہے۔

۵۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی کا متوازن نصاب

ڈاکٹر محمود احمد غازی کا شمار پاکستان کے ان ممتاز اسلامی مفکرین اور ماہرینِ تعلیم میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلامی علوم کو عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ وہ نہ صرف ایک مؤثر معلم اور محقق تھے بلکہ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ملائیشیا اور مختلف قومی و بین الاقوامی اداروں کے ساتھ بھی علمی سطح پر وابستہ رہے۔ ان کی فکر کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ اسلامی تعلیم کو جدید علمی اور معاشرتی تناظر میں تشکیل دیا جائے تاکہ وہ عالمی سطح پر مؤثر کردار ادا کر سکے۔

الف۔ نصاب کی تشکیل میں توازن کا تصور:

ڈاکٹر غازی کا نظریہ تعلیم محض دینی معلومات کی فراہمی پر مبنی نہ تھا بلکہ وہ ایک ایسے نصاب کے قائل تھے جو دینی، فکری، اخلاقی اور عملی پہلوؤں کا احاطہ کرے۔ ان کے نزدیک تعلیم کا اصل مقصد ایک فکر انگیز، متوازن اور ہمہ جہت مسلمان شخصیت کی تشکیل تھا۔ انہوں نے تعلیم میں درج ذیل توازن کی ضرورت پر زور دیا:

- وحی اور عقل میں توازن
- دینی اور دنیاوی علوم میں امتزاج
- تحفظِ روایت اور ضرورتِ اجتہاد میں ہم آہنگی
- مقامی و عالمی فکری نظام کے ساتھ مکالمہ۔

جیسا کہ وہ ایک لیکچر میں فرماتے ہیں:

"ہمیں ایسا نصاب ترتیب دینا ہے جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی بصیرت بھی پیدا کرے تاکہ ایک ایسا انسان تیار ہو جو نہ صرف اچھا مسلمان ہو بلکہ زمانے کے تقاضوں کو بھی سمجھتا ہو۔" [14]

[12]. Syed Ahmad Khan, *Tafsir al-Qur'an*, Vol. 1, Lahore: Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, 1965, p.41

[13]. Hayes, Carlton J. H. *Modernizing Islam: Sir Sayyid Ahmad Khan and the Aligarh Movement*, Cambridge University Press, 1994, p.88

[14]۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ جدیدۃ: اسلامیات کے عصری مباحث، اسلام آباد: ادارۂ تحقیق و مطالعہ، ۲۰۰۸ء، ص ۲۷۔

ب۔ عملی اقدامات اور ادارہ جاتی خدمات:

ڈاکٹر غازی نے اپنے نظریات کو صرف تحریر تک محدود نہیں رکھا، بلکہ ان پر عملی سطح پر بھی کام کیا۔ جب وہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں صدر تھے تو انہوں نے نصاب میں درج ذیل اصلاحات کیں:

- اسلامیات کے مضمون کو صرف مذہبی روایات تک محدود نہ رکھا، بلکہ اس میں بین المذاہب مکالمہ، بین الاقوامی قانون، انسانی حقوق اور جدید فلسفہ جیسے عصری موضوعات کو شامل کیا۔
- مدارس اور عصری جامعات کے نصاب میں موجود خلا کو ختم کرنے کے لیے دونوں کے مابین مکالمے اور اشتراک کی کوشش کی۔
- طلبہ کو تحقیقی، تقابلی اور تنقیدی اندازِ فکر کی جانب مائل کیا۔

ان کے بقول:

> "اسلامی تعلیم کا نصاب اگر محض روایتی رہے گا تو وہ طلبہ کو ایک مکمل انسان بنانے میں ناکام رہے گا۔ ہمیں اس میں عصر حاضر کے تمام فکری اور علمی چیلنجز کو شامل کرنا ہوگا۔" [15]

ج۔ اسلامیات کی تدریس: مضمون یا نظریہ؟

ڈاکٹر غازی اس بات پر زور دیتے تھے کہ اسلامیات کو صرف ایک مضمون کے طور پر نہ پڑھایا جائے بلکہ اسے طلبہ کی فکری ساخت کا حصہ بنایا جائے۔ وہ اسلامیات کو ایک جامع فکری فریم ورک کے طور پر دیکھتے تھے، جو طلبہ کو دنیاوی علوم کو اسلامی نقطہ نظر سے سمجھنے اور عمل میں لانے کے قابل بناتا ہے۔

> "اسلامیات ایک اصطلاح نہیں بلکہ ایک فکری جہت ہے۔ اسے ہر مضمون کے ساتھ مربوط کرنا ضروری ہے تاکہ اسلامی فکر جامع انداز میں پروان چڑھ سکے۔" [16]

.4 مدارس کے نصاب پر تنقیدی نظر

ڈاکٹر غازی نے **دینی مدارس کے نصاب** کو غیر متوازن قرار نہیں دیا، بلکہ ان کی قدر کی، لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ:

> "مدارس کے نصاب کو محض روایت کے تسلسل کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ اس میں اجتہادی بصیرت شامل کرنی چاہیے تاکہ وہ جدید معاشرتی و علمی مسائل کا مؤثر جواب دے سکیں۔" [17]

ڈاکٹر محمود احمد غازی کا نظریہ نصاب نہایت متوازن، فکری اور دور رس اثرات کا حامل تھا۔ انہوں نے نہ صرف اسلامیات کی تدریس میں جدت پیدا کی بلکہ اس کو فکری اعتبار سے بھی وسعت بخشی۔ ان کا ماڈل آج کے دینی و عصری تعلیمی اداروں کے لیے ایک نمونہ ہے، جو جدید دنیا سے ہم آہنگ اسلامی نصاب ترتیب دینے میں رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

---

[15]. Ghazi, Mahmud Ahmad. *Islamic Renaissance and the Educational Reform*, Islamabad: IRI Press, 2006, p. 112

[16]۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ قرآنی، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ۲۰۰۵ء، ص ۶۱۔

[17]. Ghazi, Mahmud Ahmad. *Lectures on Islamic Education and Curriculum Reform*, Kuala Lumpur: IIUM Press, 2004, p. 88

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اسلامی نصاب کو عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے نہایت مربوط انداز اختیار کیا۔ وہ ماڈرن اسلامی اسکالر تھے جنہوں نے جدید ریاست، قانون، بین المذاہب مکالمہ اور تعلیمی اصلاحات جیسے موضوعات پر نمایاں کام کیا۔ ان کے نزدیک نصاب کو نہ صرف دینی بلکہ سوشل سائنسز، انسانی حقوق، فلسفہ اور عالمی نظام سے بھی مربوط ہونا چاہیے۔ ان کی کتاب "محاضراتِ قرآنی" میں جدید تعلیمی تناظر میں قرآنی فہم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ [18]

۶۔ منتخب مسلم مفکرین کے افکار کا تقابلی جائزہ

اسلامی تعلیم کے نظام میں تبدیلی، تجدید اور ترقی کے لیے مختلف ادوار میں کئی ممتاز مفکرین نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں امام ابو حامد الغزالیؒ، سر سید احمد خان اور ڈاکٹر محمود احمد غازی ایسی شخصیات ہیں جنہوں نے اپنے اپنے دور کے علمی و سماجی تناظر میں اسلامی تعلیم کے نصاب کے حوالے سے جدت اور توازن پر مبنی خیالات پیش کیے۔ ان تینوں مفکرین نے اسلامی تعلیم کے نظریاتی ڈھانچے کو نہ صرف مضبوط بنایا بلکہ نصاب میں اصلاح وارتقاء کی بنیادیں بھی فراہم کیں۔

الف۔ فکری پس منظر کا تقابلی جائزہ:

ڈاکٹر محمود احمد غازی	سر سید احمد خان	امام غزالیؒ	پہلو
۲۰ویں–۲۱ویں صدی	۱۹ویں صدی	۱۱ویں صدی	دور
مذہبی و عصری علوم میں خلیج	مغربی استعمار اور تعلیمی زوال	فلسفہ اور باطنی تحریکیں	علمی چیلنج
ماہرِ قانون، دانشور، اسکالر	مصلح، ماہر تعلیم	متکلم، صوفی، فقیہ	علمی شناخت

ب۔ نصاب کے تصور میں بنیادی نکات:

ڈاکٹر محمود احمد غازی	سر سید احمد خان	امام غزالیؒ	پہلو
اسلامیات کو ہمہ جہت فکری نظام بنانا	عقلی اصلاح، ترقی کی بنیاد	تزکیہ نفس، علم و عمل کا توازن	نصاب کا مقصد
دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی	مذہبی و سائنسی علوم میں امتزاج	نافع و غیر نافع	علم کی تقسیم
قانون، تقابلِ ادیان، جدید فکری چیلنجز	قرآن، سائنس، فلسفہ، انگریزی	فقہ، کلام، منطق، تصوف	نصاب میں شامل علوم

ج۔ عقل و وحی کا تعلق:

- **امام غزالیؒ** کے نزدیک عقل کو وحی کے تابع ہونا چاہیے لیکن عقل کی افادیت انکار کے قابل نہیں۔ ان کے مطابق:

[18]. Ghazi, Mahmud Ahmad. *Lectures on the Quran*, Islamic Research Institute, 2006, p.13

"عقل انسان کو وحی کی روشنی میں حق تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔"[19]

- **سر سید احمد خان** نے وحی کی تعبیر کو عقلی اصولوں کے مطابق کیا اور سائنسی فکر کو دین کے خلاف نہ سمجھا۔ ان کے بقول:

"قرآن اور سائنس دونوں حقیقت کی تلاش کے ذرائع ہیں۔"[20]

- **ڈاکٹر محمود احمد غازی** نے عقل اور وحی کو متوازن طور پر پیش کیا اور دونوں کے درمیان امتزاج کی وکالت کی۔ ان کے نزدیک:

"اسلامی فکر کو جدید سائنسی زبان میں پیش کرنا دینی ضرورت ہے۔"[21]

د۔ نصاب میں جدت کا انداز:

- **امام غزالیؒ:**

نصاب میں روحانیت، منطق، فلسفہ اور علم الاخلاق کو شامل کر کے علم کو تزکیہ و تربیت سے جوڑا۔

- **سر سید احمد خان:**

مغربی طرز تعلیم کو اپناتے ہوئے علی گڑھ میں ایک ایسا نصاب تشکیل دیا جس میں قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ جدید علوم بھی شامل تھے۔

- **ڈاکٹر غازی:**

ایک ایسا متوازن اور ہمہ گیر نصاب تجویز کیا جو دینی، سوشیالوجیکل، قانونی اور جدید فکری میدانوں کو یکجا کرتا ہے۔

ر۔ عصرِ حاضر کے لیے افکار کی افادیت:

- **امام غزالیؒ** کی فکر آج بھی اخلاقی تربیت، روحانیت اور عقلی علوم کی افادیت کے لیے راہنما ہے۔
- **سر سید احمد خان** کا ماڈل مسلم معاشرے میں تعلیمی بیداری، سائنسی شعور اور جدید ادارہ جاتی تعلیم کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔
- **ڈاکٹر محمود احمد غازی** کی فکر جدید یونیورسٹیوں اور مدارس کے درمیان ایک فکری و نصابی پل قائم کرنے میں مددگار ہے۔

یہ تقابلی مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ امام غزالیؒ، سر سید اور ڈاکٹر غازی اگرچہ مختلف ادوار اور فکری سیاق و سباق سے تعلق رکھتے ہیں، تاہم ان سب کا بنیادی مقصد اسلامی تعلیم کو عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا اور ایک ہمہ جہت انسان کی تعمیر تھا۔ ان کے افکار آج کے تعلیمی بحران کے حل میں رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ان کے اصولوں کو جامع حکمتِ عملی کے تحت موجودہ تعلیمی نظام میں نافذ کریں۔

---

[19] *الغزالی*، احیاء علوم الدین، ۱/ ۴۹۔

[20] *سر سید*، تفسیر القرآن، ۱/ ۲۳۱۔

[21] *غازی*، محاضراتِ جدیدہ، ص ۳۰۔

۷۔ نتیجہ بحث

اس تحقیق سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ امام غزالیؒ، سر سید احمد خان اور ڈاکٹر محمود احمد غازی تینوں نے اسلامی نصابِ تعلیم میں اصلاح، جدت اور توازن کے ایسے اصول وضع کیے جو اپنے اپنے دور کے تناظر میں نہایت اہم اور مؤثر تھے۔ ان تینوں مفکرین نے اگرچہ مختلف ادوار، جغرافیائی علاقوں اور فکری پس منظر میں کام کیا، لیکن ان کے افکار میں بعض بنیادی قدریں مشترک ہیں:

- **دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج** پر زور
- **عقل و وحی کے مابین توازن** کی وکالت
- **تعلیم کا مقصد فرد کی ہمہ جہتی تربیت** کو قرار دینا
- **جدید سائنسی، سماجی اور قانونی علوم کو اسلامی نصاب میں شامل کرنا**
- **مکالمہ، اجتہاد اور تنقیدی فکر کی ترویج۔**

امام غزالیؒ نے علم کو روحانی ارتقاء اور اخلاقی تربیت کا ذریعہ بنایا، سر سید احمد خان نے جدید سائنسی تعلیم کو اسلامی اقدار کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی، جبکہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے ایک جامع، متوازن اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ نصاب کی تشکیل پر زور دیا جو نہ صرف دینی مدارس بلکہ جامعات کے لیے بھی مؤثر ہو۔

یہ تینوں مفکرین اپنے اپنے تناظر میں اسلامی نصابِ تعلیم کو جمود سے نکال کر ایک فعال، فکری اور مؤثر تعلیمی ماڈل میں تبدیل کرنے کے خواہاں تھے۔ ان کے افکار آج بھی ہمارے تعلیمی نظام کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ اسلامی نصاب کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان تینوں مفکرین کے نظریات سے رہنمائی حاصل کریں۔ نہ صرف نصابی مواد بلکہ طریقۂ تدریس، مقاصدِ تعلیم اور طلبہ کی فکری تربیت کے میدان میں بھی ان کے افکار آج کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۸۔ سفارشات و تجاویز:

اس تحقیقی جائزے کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جا رہی ہیں، جن پر عمل کر کے موجودہ نصابِ علومِ اسلامیہ کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے:

- **نصابِ تعلیم میں جامع اصلاحات کی جائیں**، جن میں دینی اور سائنسی علوم کا متوازن امتزاج ہو تاکہ طلبہ دین و دنیا دونوں سے روشناس ہوں۔
- **امام غزالیؒ کے اخلاقی و روحانی افکار** کو نصاب میں شامل کر کے طلبہ کی شخصیت سازی پر توجہ دی جائے۔
- **سر سید احمد خان کے ماڈل کو اپناتے ہوئے** سائنسی، فکری اور سماجی علوم کو دینی اداروں میں مناسب طور پر شامل کیا جائے۔
- **ڈاکٹر محمود احمد غازی کے تجویز کردہ مضامین** جیسے تقابلِ ادیان، بین الاقوامی قانون اور جدید اسلامی فکر کو جامعات کے اسلامیات پروگرام میں مستقل حصہ بنایا جائے۔

- **اساتذہ کی تربیت** میں بھی جدت اور فکری وسعت پیدا کی جائے تاکہ وہ طلبہ کو صرف معلومات ہی نہ دیں بلکہ ان کی ذہنی تربیت اور فکری رہنمائی بھی کر سکیں۔
- **مدارس اور جامعات کے درمیان فکری مکالمہ** کو فروغ دیا جائے تاکہ تعلیمی نظام میں وحدت اور ہم آہنگی پیدا ہو۔
- **تحقیقی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے،** جہاں اسلامی نصاب کے عصری پہلوؤں پر کام ہو اور طلبہ و اساتذہ مل کر فکری ترقی کے سفر کو آگے بڑھائیں۔